

3 ایس۔سی۔آر۔ سپریم کورٹ رپورٹس 1965

ریاست یو۔پی۔ اور دیگران

بنام

سری نارائن

22 فروری 1965

کے۔ سباراؤ، راگھو بردیال، جے۔ آر۔ مڈھولکر، آر۔ ایس۔ بچاوت اور وی۔ راماسوامی، جسٹز۔

یوپی۔ زمینداری ایبولیشن اور زمینی اصلاحات ایکٹ، 1950 (یوپی۔ ایکٹ آف 1951)۔
یوپی زمینداری ایبولیشن اور زمینی اصلاحات کے قواعد۔ کمپنیشن بانڈز۔ ٹیکس کے واجبات کی ادائیگی میں
قبولیت۔ بیچوان کوڈ بلیوری۔ قابل ادائیگی ہونا بند ہو جاتا ہے۔ دفعات 6 (ڈی)، 68، قاعدہ 8 اے۔
جواب دہندہ جس کا تخمینہ زرعی انکم ٹیکس سے لگایا گیا تھا، اس نے معاوضے کے بانڈ جمع کرنے کے
لیے تشخیصی آفیسر کو درخواست دی اور استدعا کی کہ ٹیکس کے واجبات کی ادائیگی میں بانڈ قبول کیے
جائیں۔ اسے یہ کہتے ہوئے مسٹر دکر دیا گیا کہ ان بانڈز کو قبول کرنے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ مدعا علیہ کی ایک
اور کوشش کو بھی کلکٹر نے مسٹر دکر دیا۔ اس کے بعد مدعا علیہ نے ہائی کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن پیش کی جس
میں انہیں ٹیکس واجبات کے بدلے بانڈز کو قبول کرنے کی ہدایت کی گئی۔ ہائی کورٹ کی رائے تھی کہ دونوں
افسران نے ایکٹ دفعہ 6 (ڈی) اور قاعدہ 8 (اے) کی دفعات کو مکمل طور پر نظر انداز کیا، اور کلکٹر کو مدعا علیہ
کی درخواست پر قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کی ہدایت کی۔ خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل میں:
منعقد: (i) نہ تو دفعہ 6 (ڈی) اور نہ ہی قاعدہ 8 (اے) یہ فراہم کرتا ہے کہ زرعی آمدنی پر ٹیکس کی
ادائیگی میں بانڈز کو قبول کیا جانا چاہیے یا کیا جاسکتا ہے (133 ای)

سلطان پور کے کلکٹر بنام راجہ جگدیش پرساد سہای، (1965) 2 ایس۔سی۔آر 28، کا حوالہ دیا

گیا۔

(ii) جب کسی ثالث کو قابل ادائیگی معاوضہ نقد یا بانڈ کی شکل میں ادا کیا گیا ہو، تو وہ معاوضہ قابل
ادائیگی نہیں رہے گا۔ یہ حقیقت کہ بانڈز قابل تبادلہ دستاویزات ہیں انہیں قانونی منظور شدہ سکے نہیں بناتی ہے

اور حکومت سمیت کسی پر یہ واجب نہیں بناتی کہ وہ کسی بھی واجبات کی ادائیگی میں انہیں قبول کرے۔ ان کے ساتھ بات چیت کے قابل دستاویز کے طور پر سلوک کیے جانے کا واحد نتیجہ یہ ہے کہ بانڈز کا مالک انہیں کسی بھی ایسے شخص کو منتقل کر سکتا ہے جو انہیں خریدنے کے لیے راضی ہو۔ (134.D.F)

دیوانی اپیل کا عدالتی فیصلہ: 1963 کی دیوانی اپیل نمبر 424۔

1956 کے سول متفرق تحریری نمبر 2650 میں الہ آباد ہائی کورٹ کے 8 اپریل 1960 کے فیصلے

اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے سی۔ بی۔ اگروالا اور او۔ پی۔ رانا۔

جواب دہندگان کی طرف سے یوگیشور پرساد، ہردیوسنگھ اور ایم۔ وی۔ گوسوامی۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

رگھوبر دیال، جسٹس۔ یہ اپیل، خصوصی اجازت کے ذریعے، یہ سوال اٹھاتی ہے کہ کیا اتر پردیش حکومت کی طرف سے اتر پردیش زمیندار کے خاتمے اور زمینی اصلاحات ایکٹ، 1950 (1951 کا یو پی ایکٹ I) کے تحت ان کے حقوق کی بنیاد پر قابل ادائیگی معاوضے کی ادائیگی میں بچولیوں کو جاری کیے گئے زمیندار کے خاتمے کے معاوضے کے بانڈ (جسے مختصر طور پر بانڈ کہا جاتا ہے)، جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے۔ ان سے واجب الادا زرعی انکم ٹیکس کی ادائیگی میں مناسب حکام کو اسے قبول کرنا ہوگا۔

اپیل کی طرف لے جانے والے حقائق، مختصر طور پر، یہ ہیں کہ مدعا علیہ، ایک سابق زمیندار، کا تخمینہ

پچھلے سال 1359 ایف میں جمع ہونے والی زرعی آمدنی کی بنیاد پر، 53-1952 کے مطابق 1360 ایف میں زرعی انکم ٹیکس سے لگایا گیا تھا۔ اس نے مقررہ ٹیکس ادا نہیں کیا اور اس پر مزید جرمانہ عائد کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں اسے ٹیکس اور جرمانے کے لیے 868 روپے ادا کرنے تھے۔

مدعا علیہ کی عرضی جس میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ وہ ٹیکس ادا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے اسے ہائی کورٹ

نے مسترد کر دیا تھا۔ اس کے بعد زرعی انکم ٹیکس حکام نے اس سے واجب الادا رقم کی وصولی کے لیے کارروائی

کی۔ 24 جولائی 1956 کو مدعا علیہ نے زرعی انکم ٹیکس تشخیصی آفیسر، الہ آباد کو ایک درخواست پیش کی، جس

میں کہا گیا کہ اس کے پاس واجبات کی ادائیگی کے لیے نقد رقم تیار نہیں ہے اور اس لیے وہ 850 روپے اور

18 روپے کے بانڈ نقد میں جمع کر رہا ہے اور استدعا کر رہا ہے کہ ٹیکس واجبات کی ادائیگی میں بانڈ قبول کیے

جائیں۔ اس درخواست کو ایک حکم کے ذریعے مسترد کر دیا گیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ ان بانڈز کی قبولیت کا

کوئی قاعدہ نہیں ہے اور انہیں درخواست گزار کو واپس کر دیا جائے۔

یکم اگست 1956 کو مدعا علیہ نے کلکٹر سے اسی طرح کی درخواست کرتے ہوئے شکایت کی کہ تشخیصی آفیسر کے پاس بانڈز لینے سے انکار کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے جب کہ بانڈز قابل گفت و شنید دیاویزات ہیں۔ اس درخواست کو تشخیصی آفیسر کی اس رپورٹ پر بھی مسترد کر دیا گیا تھا کہ زرعی انکم ٹیکس کے واجبات کے تصفیے میں بانڈز کو قبول نہیں کیا گیا تھا، کہ وہ قابل تبادلہ دستاویزات نہیں تھے اور ان کی قبولیت کے لیے ایکٹ میں کوئی التزام نہیں تھا۔

اس کے بعد، مدعا علیہ نے الہ آباد ہائی کورٹ میں ایک عرضی پیش کی جس میں ٹیکس کے واجبات کے بدلے بانڈز کو قبول کرنے کی ہدایت کرنے اور کسی بھی صورت میں، درخواست گزار کو واجب الادا بحالی گرانٹ سے رقم کاٹنے اور درخواست گزار سے واجب الادا ٹیکس کی وصولی کے لیے مخالف فریقوں کو مجرمانہ اقدامات اپنانے کی ہدایت کرنے والی ممنوعہ رٹ جاری کرنے کے لیے، تشخیصی آفیسر اور کلکٹر، الہ آباد کے احکامات کو کالعدم قرار دیتے ہوئے سرٹیریری رٹ جاری کرنے کی درخواست کی گئی۔ استدعاؤں کی حمایت میں مذکور بنیادیں یہ تھیں کہ بانڈز قابل تبادلہ دستاویزات تھے اور اس لیے زرعی انکم ٹیکس کی ادائیگی میں انہیں قبول کرنے سے انکار کرنا غیر قانونی تھا، کہ انہیں حکومت کی طرف سے جاری کیے جانے کے بعد، مکمل طور پر درست قانونی مینڈر ہونے کی وجہ سے انکار نہیں کیا جاسکتا تھا اور یہ کہ ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کے اصول 8(اے) کو دیکھتے ہوئے ٹیکس کی واجب الادا رقم کو عبوری معاوضے سے کاٹ لیا جانا چاہیے تھا۔

ریاست کی جانب سے نائب تحصیلدار زرعی انکم ٹیکس افسر، الہ آباد کی جانب سے دائر جوابی حلف نامے میں کہا گیا ہے کہ مدعا علیہ کا زرعی انکم ٹیکس کا تخمینہ یکم جولائی 1952 سے شروع ہونے والے تشخیصی سال میں پچھلے سال یکم جولائی 1951 سے شروع ہونے والی آمدنی پر لگایا گیا تھا، کہ ٹیکس کو چار قسطوں میں ادا کرنا تھا اور ادائیگی نہ کرنے پر چار قسطوں کی ادائیگی میں ہر ڈیفالٹ کے لیے 43 روپے کا جرمانہ عائد کیا گیا تھا اور قوانین کے قاعدے 48 کے ساتھ پڑھے جانے والے ایکٹ کی دفعہ 6(ڈی) کے تحت واجب الادا ٹیکس کے لیے بانڈز کو قبول نہیں کیا جاسکتا تھا کیونکہ ٹیکس 1360 ایف میں 1 جولائی 1952 سے 30 جون 1953 تک واجب الادا تھا۔

ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ زرعی انکم ٹیکس تشخیصی آفیسر اور کلکٹر کے احکامات غلط تھے کیونکہ ٹیکس کی ادائیگی میں بانڈز کو اس بنیاد پر قبول کرنے سے انکار کرنا کہ ان کی قبولیت کے لیے کوئی قاعدہ یا قانونی التزام نہیں تھا، غلط تھا اور ایسا لگتا ہے کہ قانون کی دفعات سے مکمل لاعلمی میں دیا گیا تھا۔ ایکٹ کی دفعہ 6(ڈی) اور

قاعدہ 8 (اے) کی دفعات کا حوالہ دیا گیا۔ ہائی کورٹ کی رائے تھی کہ دونوں افسران نے ان کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا ہے۔ اس لیے اس نے سوچا کہ احکامات منسوخ کیے جانے کے قابل ہیں اور اگر کلکٹر کو قانون کے مطابق یکم اگست 1956 کی اپنی درخواست پر فیصلہ کرنے کی ہدایت دی جاتی ہے تو مدعا علیہ کو مناسب راحت دستیاب ہوگی۔ لہذا ہائی کورٹ نے 24 اگست 1956 کے کلکٹر کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ مدعا علیہ کی درخواست پر قانون کے مطابق نئے سرے سے فیصلہ کریں جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے۔

اس کے بعد اپیل کنندہ نے اس عدالت سے خصوصی اجازت حاصل کی اور 8 اپریل 1960 کے ہائی کورٹ کے حکم کے خلاف اپیل کی۔

ہمارے سامنے اپیل کنندہ کے لیے بنیادی دلیل یہ ہے کہ نہ تو ایکٹ کی دفعہ 6 (ڈی) اور نہ ہی قاعدہ 8 (اے) یہ فراہم کرتا ہے کہ زرعی انکم ٹیکس کی ادائیگی میں بانڈز کو قبول کیا جاسکتا ہے اور اس لیے 24 اگست 1956 کا کلکٹر کا حکم درست تھا۔ مدعا علیہ کے لیے یہ استدعا کی جاتی ہے کہ قاعدہ 8 (اے) زرعی انکم ٹیکس افسر کے لیے واجب الادا معاوضے سے واجب الادا زرعی انکم ٹیکس کو وصول کرنا لازمی بناتا ہے اور یہ معاوضہ اس وقت تک واجب الادا رہتا ہے جب تک کہ بانڈز اصل میں نقدی نہ ہو جائیں۔

ایکٹ کے دفعہ 6 (ڈی)، جیسا کہ اصل میں نافذ کیا گیا تھا، ریاست میں اسٹیٹ کی حوالگی کے نتائج کے درمیان، یہ فراہم نہیں کرتا تھا کہ زرعی انکم ٹیکس کی وجہ سے بقایا جات باب (III) کے تحت ثالث کو ادا کیے جانے والے معاوضے کی رقم میں سے رقم کاٹ کر وصول کیے جاسکتے ہیں۔ اس شق (D) میں 1953 کے یو پی ایکٹ XVI کے دفعہ 3 کے ذریعے ایک ترمیم کی گئی تھی، جس کا اثر 1 جولائی 1952 سے پچھلا تھا، اور ترمیم کے بعد اس شق کا متعلقہ حصہ اس طرح پڑھتا ہے:

"محصولات کے تمام بقایا جات، یا یو۔ پی۔ زرعی انکم ٹیکس، ایکٹ، 1948 کے تحت مقرر کردہ زرعی آمدنی پر ٹیکس کی وجہ سے بقایا جات عائد کرنے کی تاریخ سے پہلے کسی بھی مدت کے لیے ایسے ثالث سے وصولی کے قابل رہیں گے اور وصولی کے کسی دوسرے طریقے پر تعصب کے بغیر باب (III) کے تحت ایسے ثالث کو ادا کی جانے والی معاوضے کی رقم میں سے رقم کاٹ کر وصول کیا جاسکتا ہے۔ قاعدہ 8 (اے) کو بزرے نوٹیفیکیشن نمبر 1056-1954-3266/I.A - مورخہ 17 اگست 1954 کے ذریعے قواعد میں شامل کیا گیا تھا اور اس کے متعلقہ حصوں میں لکھا گیا تھا:

8-A ریاستی حکومت کے اس حق پر تعصب کے بغیر کہ وہ ذیل میں مذکور واجبات کو اس طرح کے

دوسرے ذرائع سے وصول کرے، جو قانون کے تحت اس کے لیے کھلے ہوں:

(1) اتر پردیش زمیندار کے خاتمے اور زمینی اصلاحات ایکٹ، 1950 (1951 کا ایکٹ I) کی دفعہ 4 کے اطلاق کے نتیجے میں ریاستی حکومت کے حوالے سے اراضی کے سلسلے میں زمینی محصول کے تمام بقایا جات، اور یو پی زرعی انکم ٹیکس ایکٹ، 1948 (1949 کا یو پی ایکٹ III) کے تحت تخمینہ شدہ زرعی آمدنی پر ٹیکس جو کسی ثالث سے واجب الادا ہے، اس کی ادائیگی کی تاریخ سے پہلے کسی بھی مدت کے لیے وصول کی جائے گی۔

(ا) کسی ایسے ثالث کی صورت میں جس کا تخمینہ اس کے واجب الادا عبوری معاوضے کی رقم سے 10,000 روپے یا اس سے زیادہ کے زمینی محصول کے طور پر لگایا گیا ہو، اور
(ب) کسی ایسے ثالث کے معاملے میں جس کا تخمینہ اسے ادا کیے جانے والے معاوضے کی رقم میں سے کٹوتی کے ذریعے 10,000 روپے سالانہ سے کم کے زمینی محصول پر لگایا گیا ہو۔

مذکورہ بالا دفعات سے یہ واضح ہے کہ نہ تو دفعہ 6 (ڈی) اور نہ ہی قاعدہ 8 (اے) یہ فراہم کرتا ہے کہ زرعی آمدنی پر ٹیکس کی ادائیگی میں بانڈز کو قبول کیا جانا چاہیے یا کیا جاسکتا ہے۔

اس عدالت نے کلکٹر سلطان پور بنام راجہ جگدیش پرساد سہای میں فیصلہ دیا ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 6 (ڈی) کی دفعات 1360 ایف میں سال 1359 ایف کے دوران زرعی آمدنی کی بنیاد پر طے شدہ زرعی انکم ٹیکس کی وجہ سے بقایا جات پر لاگو ہوں گی اور یہ کہ قاعدہ 8 (اے) کی دفعات لازمی ہیں۔ اپیل گزار کے لیے یہ استدعا نہیں کی جاتی ہے کہ قاعدہ 8 (اے) دفعہ 6 (ڈی) کی دفعات سے مطابقت نہیں رکھتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ٹیکس کے بقایا جات قابل ادائیگی معاوضے سے وصول کیے جاسکتے ہیں اور۔ لہذا ایسا لگتا ہے کہ حکام کو واجب الادا معاوضے سے ٹیکس کے بقایا جات کی وصولی کے لیے صوابدید دی گئی ہے۔

ہم مدعا علیہ کی اس دلیل سے متفق نہیں ہیں کہ درمیاندار کو ادا کیا جانے والا معاوضہ اسے معاوضے کے بانڈز کی فراہمی کے بعد بھی قابل ادائیگی رہتا ہے۔ ایکٹ کے دفعہ 68 میں کہا گیا ہے کہ ایکٹ کے تحت معاوضہ نقد یا بانڈ میں یا جزوی طور پر نقد اور جزوی طور پر بانڈ میں ادا کیا جائے گا جیسا کہ مقرر کیا جائے۔ اس لیے یہ واضح ہے کہ درمیاندار کو بانڈز کی ادائیگی معاوضے کی ادائیگی میں ہے۔ اس طرح معاوضے کا دعویٰ تب پورا ہوتا ہے جب معاوضے کی ادائیگی دفعہ 68 کی دفعات کے مطابق کی جاتی ہے۔ یہ معاوضے کی ادائیگی کے متعلقہ قوانین سے بھی واضح ہے۔

قاعدہ 62 جیسا کہ یہ 29 نومبر 1956 سے پہلے تھا، اس میں کہا گیا تھا کہ معاوضے کی ادائیگی قابل

تبادلہ بانڈز میں کی جائے گی جسے زمیندار کے خاتمے کے معاوضے کے بانڈز کے طور پر بیان کیا جائے گا۔ قاعدہ 63 جیسا کہ اس وقت تھا۔ بشرطیکہ بانڈز مخصوص مالیتوں میں جاری کیے جائیں گے اور اصل پر مخصوص شرح پر سود برداشت کریں گے جس کا حساب بنیان کی تاریخ سے قابل ادائیگی ہو گیا تھا۔ قاعدہ 64 یہ فراہم کرتا ہے کہ بانڈ کے اصل کے ساتھ سود مساوی سالانہ قسطوں میں ادا کیا جائے گا سوائے آخری کے، جیسا کہ IV اپنڈیکس میں بیان کیا گیا ہے کہ بنیان کی تاریخ سے شروع ہونے والے 40 سال کی مدت کے دوران، بشرطیکہ کسی بھی بانڈ کو حکومت کے اختیار پر پہلے کی تاریخ میں چھڑایا جاسکے۔ قاعدہ 65 میں کہا گیا ہے کہ بانڈ پر اس کے شامل ہونے کی تاریخ سے واجب الادا اقساط درمیاندار کو بانڈ کی فراہمی کے بعد یکم جولائی سے اور اس کے بعد پیش کرنے پر قابل ادائیگی ہوں گی۔

ان قوانین سے پتہ چلتا ہے کہ بانڈز کی فراہمی کے بعد معاوضہ قابل ادائیگی نہیں رہتا ہے اور بانڈز کو ان کی نقدی کے لیے مقررہ تاریخ سے پہلے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

یہ حقیقت کہ بانڈز قابل تبادلہ دستاویزات ہیں انہیں قانونی ٹینڈر نہیں بناتی ہے اور حکومت سمیت کسی پر یہ واجب نہیں بناتی کہ وہ کسی بھی واجبات کی ادائیگی میں انہیں قبول کرے۔ ان کے ساتھ منتقل کے قابل دستاویزات کے طور پر سلوک کیے جانے کا واحد نتیجہ یہ ہے کہ بانڈز کا مالک انہیں کسی بھی ایسے شخص کو منتقل کر سکتا ہے جو انہیں خریدنے کے لیے راضی ہو۔

جب کسی ثالث کو قابل ادائیگی معاوضہ نقد یا بانڈ کی شکل میں ادا کیا جاتا ہے، تو وہ معاوضہ قابل ادائیگی نہیں ہوتا ہے۔ ایکٹ کے دفعہ 6 (ڈی) اور قواعد کے قاعدہ 8 (اے) میں ایسا نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے، زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کے لیے بانڈ کی شکل میں فراہم کریں۔

اس لیے ہماری رائے ہے کہ کلکٹر کو زرعی انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت قابل ادائیگی زرعی انکم ٹیکس کے بقایا جات کی ادائیگی میں ان بانڈز کو قبول نہ کرنے میں غلطی نہیں کہا جاسکتا جو ڈبیلور کیے گئے تھے اور جو اس وقت حاصل بھی نہیں تھے۔

ہم اس کے مطابق اپیل کی اجازت دیتے ہیں، ہائی کورٹ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور کلکٹر کے 24 اگست 1956 کے حکم کو بحال کرتے ہیں۔ مدعا علیہ اپیل کے اخراجات اپیل گزاروں کو ادا کرے گا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔